السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم یہ تین سوالات درپیش ہیں، جو صحیح تحقیق نہ ہونے کی وجہ سے میرے لیے بہت الجھ گئے ہیں، لہٰذا آپ ان کی شرع متین کے حوالے سے دلیل کے ساتھ ہر مسئلے کی صحیح سورت واضح فرمادیں۔

۔ نبی کریم ﷺ یا خلفائے راشدین میں سے کسی نے شہید معرکہ کا جنازہ پڑھا ہے یا نہیں؟ ۱

۔ آپ نے اپنے شاگرد عزیز مولانا خالد سیف شہید کا جنازہ نہیں پڑھا تھا، نہ پڑھنے کی کیا وجہ تھی؟ ۲

۔ کسی کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی کون سی شرائط ہیں؟ نیز کسی شہید کے غائبانہ جنازہ کی اطلاع دینے کے لیے اشتہار چھپوانے، بینرز لگوانے اور وال چاکنگ کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (بشر علی، نائب خطیب، جامع مسجد ۳ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، لاہور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سائل نے جو سوالات کیے ہیں ان کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں زیر غور رہیں تو مسئلہ کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

۔ شہید معرکہ کی نماز جنازہ شریعت میں ہے یا نہیں؟ ۱

۔ آج کل کشمیر وغیرہ میں شہید ہونے والوں کی غائبانہ نماز جنازہ کے جو اعلانات اشتہارات وغیرہ کے ذریعہ سے کیے جاتے ہیں، کیا وہ شریعت کے منافی ہیں؟ ۲

۔ تحریک مجاہدین اسلام کے امیر مرحوم مولانا خالد سیف شہید کی نماز جنازہ کیوں نہ پڑھی گئی صرف دعاء پر اکتفاء کیوں کیا گیا تھا؟ ۳

سوال نمبر 1 کا جواب شہید معرکہ کے بارے میں نمازِ جنازہ اگرچہ اختلافی مسئلہ ہے لیکن اس بارے میں وارد تمام احادیث جمع کرکے دیکھا جائے تو راجح رائے یہی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے شہید معرکہ کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔ مختصر طور پر احادیث درجہ ذیل ہیں:

عَن جَابِرِ بنِ عَبدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہم، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَجمَعُ بَينَ الرَّجُلَينِ مِن قَتلَى أُحُدٍ فِي ثَوبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ: أَيُّهُم أَكثَرُ أَخذًا لِلقُرآنِ، فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحدِ، وَقَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَومَ القِيَامَةِ، وَأَمَرَ بِدَفنِهِم فِي دِمَائِهِم، وَلَم يُغَسَّلُوا، وَلَم يُصَلَّ عَلَيهِم' (فتح الباري، ج: ۳، ص: ۲۰۹)، (صحيح البخاري، بابُ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ، رقم: ۱۳۴۳

''نبی اکرم ﷺ شہداء احد کی تکفین کے لیے دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں جمع کرتے تھے پھر پوچھتے کہ ان میں سے کس کو قرآن زیادہ آتا تھا پھر جس کے بارے میں بتایا جاتا، اسے لحد میں آگے رکھتے اور کہتے کہ قیامت کے دن ان لوگوں پر گواہ ہوں گا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ان کی تدفین خون میں لتھڑے ہوئے کرنے کا حکم صادر فرمایا، انھیں غسل دیا گیا اور نہ اسے کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔''

اس کی تائید حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیان سے بھی ہوتی ہے کہ شہداء احد کو بغیر غسل خون میں لتھڑے ہوئے دفن کیا گیا تھا اور ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی) شہداء احد کے بارے میں (نمازِ جنازہ کی عدم ادائیگی پر دلالت کرنے والی احادیث اتنی زیادہ ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے انھیں متواتر قرار دیا ہے۔ (فتح الباری، ج: ۳، ص: ۲۱۰، بحوالہ کتاب الام للشافعی

خلافت راشدہ اور بعد کے ادوار میں شہدائے معرکہ کی نمازِ جنازہ کا رواج نہیں ہوا۔ کجا یہ کہ غائبانہ جنازہ ہو۔ امام ابن قیم فرماتے ہیں کہ ''رسول کریم ﷺ نے احد کے شہداء پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی اور یہ بھی معروف نہیں کہ آپ ﷺ نے دیگر غزوات میں اپنے کسی ساتھی شہید ہونے والے کی نمازِ جنازہ پڑھی ہو۔ اسی طرح بعد ازاں خلفائے رشدین اور ان کے ماتحت حکام کا طرزِ عمل رہا ہے۔'' (زاد المعاد، ج: ۲، ص: ۹۸

حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو سنت رسول ﷺ اور خلفائے راشدین کو ہی اپنا رواج بنانا چاہیے۔ حنفیہ اور بعض حنابلہ جو شہید معرکہ کی نمازِ جنازہ کی مشروعیت کے قائل ہیں، ان کے دلائل کا جائزہ سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

عَن شَدَّادِ بنِ الهَادِ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَعرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: أُهَاجِرُ مَعَكَ، فَأَوصَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بَعضَ أَصحَابِهِ، فَلَمَّا كَانَت غَزوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ سَبيًا، فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ، (۱) فَأَعطَى أَصحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ، وَكَانَ يَرعَى ظَهرَهُم، فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوهُ إِلَيهِ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟، قَالُوا: قِسمٌ قَسَمَهُ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالَ: قَسَمتُهُ لَكَ، قَالَ: مَا عَلَى هَذَا اتَّبَعتُكَ، وَلَكِنِّي اتَّبَعتُكَ عَلَى أَن أُرمَى إِلَى هَاهُنَا، وَأَشَارَ إِلَى حَلقِهِ بِسَهمٍ، فَأَمُوتَ فَأَدخُلَ الجَنَّةَ فَقَالَ: إِن تَصدُقِ اللّٰهَ يَصدُقكَ، فَلَبِثُوا قَلِيلًا ثُمَّ نَهَضُوا فِي قِتَالِ العَدُوِّ، فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يُحمَلُ قَد أَصَابَهُ سَهمٌ حَيثُ أَشَارَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: أَهُوَ هُوَ؟ قَالُوا: نَعَم، قَالَ: صَدَقَ اللّٰهَ فَصَدَقَهُ، ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلَّى عَلَيهِ، فَكَانَ فِيمَا ظَهَرَ مِن صَلَاتِهِ: اللّٰهُمَّ هَذَا عَبدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ فَقُتِلَ شَهِيدًا أَنَا شَهِيدٌ عَلَى ذَلِكَ' سنن النسائی، الصَّلَاةُ عَلَى الشُّهَدَاءِ، رقم: ۱۹۵۳ (مترجم، ج: ۱، ص: ۲۲۳۔۲۲۴

''شداد بن ہاد سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر ایمان لایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیروکار بن گیا، پھر کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں دھیان رکھنے کا ارشاد فرمایا پھر جب وہ معرکہ پیش آیا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مالِ غنیمت حاصل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حصہ اس کے ساتھیوں کے ہاتھ دیا، کیونکہ وہ ان کے جانور چروایا کرتا تھا جب صحابہ اسے غنیمت میں حصہ دینے کے لیے آئے تو اس نے پوچھا یہ کیسا مال ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے بھی مالِ غنیمت سے حصہ دیا ہے۔ چنانچہ وہ اسی حصہ کو لیے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، کہنے لگا کہ یہ مال کیسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے حصہ دینے کی بات کہی تو کہنے لگا کہ میں اس بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نہیں کر رہا۔ بلکہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے حلق میں تیر لگے اور موت آئے تو جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو اللہ سے مخلص ہے تو اللہ اسے سچ کر دے گا۔ صحابہ تھوڑی دیر ٹھہرے پھر دشمن سے لڑنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے، کچھ دیر بعد اس شخص کو اٹھائے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے کہ اسے حلق میں ہی تیر لگا ہوا تھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا یہ وہی شخص ہے۔ صحابہ نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ سے مخلص تھا اور اللہ نے سچ کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے چوغے میں کفن دیا اور آگے رکھ کر نمازِ جنازہ پڑھی جس میں یہ الفاظ بھی کہے: اے اللہ یہ تیرا بندہ تیرے رستے میں ہجرت کرتے ہوئے نکلا، پھر شہادت حاصل کی، میں اس پر گواہ ہوں۔''

جواب : امام بیہقی نے صحیح متواتر احادیث کے بالمقابل اس دیہاتی کی نمازِ جنازہ کے بارے میں مروی حدیث کے بارے میں یہ احتمال پیش کیا ہے کہ اس کی وفات معرکہ کے بعد ہوئی تھی، اسی لیے، اس کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ ((مرعاۃ، ج:۲، ص:۴۸۶

اس کی تائید اس قرینہ سے بھی ہوتی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معرکہ کے بعد مالِ غنیمت بھی تقسیم کر چکے تھے، پھر اس کی شہادت ہوئی ہے۔

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ : أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمًا، فَصَلّٰی عَلٰی أَہْلِ أُحُدٍ صَلَاتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَی الْمِنْبَرِ، فَقَالَ : إِنِّیْ فَرَطٌ لَکُمْ، وَأَنَا شَہِیْدٌ عَلَیْکُمْ، وَإِنِّیْ وَاللّٰہِ لَأَنْظُرُ إِلٰی حَوْضِی الْآنَ، وَإِنِّیْ أُعْطِیتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ۔ أَوْ مَفَاتِیْحَ الْأَرْضِ۔ وَإِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا أَخَافُ عَلَیْکُمْ أَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ، وَلٰکِنْ أَخَافُ عَلَیْکُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِیْہَا' (صحیح البخاری، رقم:۱۳۴۴)، (فتح الباری، ج:۳، ص:۲۰۹

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن باہر آئے اور آپ نے احد میں شہید ہونے والوں پر وہی نماز پڑھی جو میت پر پڑھی جاتی ہے پھر آپ نے منبر کی طرف رخ کیا...الخ''

یہاں حنفیہ کی رائے کے مطابق اگرچہ ترجمہ ''شہداء احد پر نمازِ جنازہ پڑھنے'' کا کیا گیا ہے لیکن ''صلاۃ علی'' کا مفہوم صرف نمازِ جنازہ نہیں ہوتا بلکہ دعاء بھی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے : وَصَلِّ عَلَیْہِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ (التوبۃ:۱۰۳)

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صدقہ دینے والوں پر دعاء خیر کی تلقین کی گئی ہے اس آیت میں وارد ''صَلِّ عَلَیْہِمْ'' کے الفاظ سے کسی کے نزدیک بھی نمازِ جنازہ مراد نہیں لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ ''صلاۃ علی'' کی اصطلاح نمازِ جنازہ کے لیے مخصوص ہو گئی ہے۔

واضح رہے کہ مذکورہ حدیث میں جس نماز یا دعاء کا ذکر ہے وہ واقعہ متفقہ طور پر جنگِ احد کے تقریباً آٹھ سال بعد کا ہے، اس لیے وہاں مراد نمازِ جنازہ نہیں بلکہ وہی الفاظ دعا ہیں جو عموماً نمازِ جنازہ میں پڑھے جاتے ہیں، اس کی تائید حدیث مذکورہ میں واردان الفاظ سے بھی ہوتی ہے کہ اس دعاء کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر کا رُخ کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ واقعہ مسجد نبوی کا ہے نہ کہ مقامِ احد پر جا کر نماز پڑھنے کا۔

ان صحیح احادیث کے علاوہ بعض دیگر روایات حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہتر (۷۲) مرتبہ نمازِ جنازہ کا پڑھنے کے بارے میں ذکر کی جاتی ہیں جن کے ساتھ ان روایات کو ملایا جائے جن میں شہداء احد کی نمازِ جنازہ میں نو نو یا دس (۳) دس اکٹھے شہداء کی نمازِ جنازہ کا ذکر ہے تو بات یہی کھلتی ہے کہ حضرت حمزہ کی بہتر (۷۲) مرتبہ نمازِ جنازہ والی روایت درست نہیں کیونکہ کل شہداء احد ہی بہتر (۷۲) تھے حالانکہ اس طرح لازم آئے گا کہ شہداء احد سینکڑوں کی تعداد میں ہوں۔ نیز جو لوگ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری والی روایت سے آٹھ سال بعد نمازِ جنازہ ثابت کرتے ہیں، ان کو غور کرنا چاہیے کہ شہدائے احد کی معرکہ سے متصل نمازِ جنازہ والی روایات کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اہل مدینہ، امام شافعی، اور بیہقی نے ایسے تمام معارضات نقل کر کے شہید کی نمازِ جنازہ کی بجائے دعائے خیر کا مسلک اختیار کیا ہے اور وہی راجح ہے۔

اہل حدیث کو تمام احادیث جمع کر کے صحیح مسلک اختیار کرنا چاہیے۔ احادیث کا ٹکراؤ پیدا کر کے اپنا مطلب نکالنا درست نہیں۔

سوال نمبر (۲) کا جواب : آج کل بعض جماعتیں اپنے مخصوص گروہی مقاصد کے لیے کشمیر وغیرہ میں شہید ہونے والوں کی غائبانہ نمازِ جنازہ کے لیے وہ تمام اشتہاری وسائل اختیار کرتی ہیں جو سیاستدان انتخابی سیاست میں استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ کسی کی موت پر یہ انداز اعلان اس جاہلیت کی مذموم نعی (موت کا اشتہار دینا) میں شامل ہے جس کی ممانعت احادیث میں صراحتاً آئی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اسی احتیاط کے پیش نظر موت کی اطلاع اقرباء تک کو بھی نہ دیتے تھے کہ کہیں نعی نہ بن جائے۔ کسی کی موت کی خبر کی حد تک اس کے رشتے داروں اور قریبی احباب کو اطلاع دینے کا جواز تو موجود ہے لیکن اس طرح کی اشتہار بازی شریعت میں سخت ناپسندیدہ ہے۔ غائبانہ نمازِ جنازہ کے بارے میں اگرچہ دلائل کا رجحان جواز کی طرف ہی ہے لیکن اگر نعی کی مذکورہ بالا صورت دیکھی جائے تو ایسے غائبانہ نمازِ جنازہ کی بھی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔ شریعت کے مسائل میں مقاصد شریعت کی بڑی اہمیت ہے۔ فتویٰ ان کی روشنی میں ہی دینا جانا چاہیے۔

سوال نمبر (۳) کا جواب : مرحوم مولانا خالد سیف شہید کی شہادت قابلِ رشک تھی، ان کی میت بھی جامعہ رحمانیہ لاہور میں پہنچ گئی تھی۔ اس موقع پر ہائی کورٹ کے کئی جج اور دیگر اہم شخصیات موجود تھیں۔ سنت کے مطابق ان کو نہ تو غسل دیا گیا اور نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ احباب کے اکٹھے ہونے کی بناء پر دعا کر لی گئی تھی۔

انسان کی موت برحق ہے اور شہادت ایک اعزاز بھی تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی شہادت پر کبھی خوشی نہیں منائی بلکہ جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے حادثہ کے بعد ایک عرصہ تک آپ کے چہرے پر غمی کے آثار نمایاں رہے۔ جو لوگ شہداء کی موت پر خوشیاں مناتے ہیں، انھیں غور کرنا چاہیے کہ آج اگر کسی دوسرے کا بھائی بیٹا شہید ہوا تو کل یہی واقعہ ان کے ساتھ بھی پیش آ سکتا ہے، ان کا ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے صحابہ سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ موت کا صدمہ ایک فطری امر ہے۔ 'اِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَاءَ'۔ مذکورہ بالا نکات کی روشنی میں ہمارا طرز عمل درست سمت نہیں جا رہا، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی